مقدمہ

اللہ ربّ العزت نے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کو معبوث فرمایا اور نبوت کا یہ سلسلہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر مکمل فرما دیا اور اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے پیغمبر کی اطاعت کو بھی واجب فرمایا اور لازم و ملزوم قرار دیا اور فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ(الاحزاب ۳۳:۲۱)

یہی وجہ ہے کہ علومِ اسلامیہ میں قرآن و حدیث کے بعد بنیادی اہمیت سیرۃ النبی ﷺ کو حاصل ہے اور ہر دور میں سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی سعی کی ہے اور اس کا باقاعدہ آغاز عہد صحابہ و تابعین میں مغازی کی صورت میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بچوں کو باقاعدہ مغازی کی تعلیم دیا کرتے تھے اور اُنہیں آباو اجداد کا شرف سمجھتے ہوئے دُنیا و آخرت کی خیر قرار دیتے تھے، مدینہ منورہ میں تو باقاعدہ مجالس کی صورت میں مغازی کا تذکرہ کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شروع میں ''علم سیرت''، ''علم مغازی'' کے نام سے معروف تھا۔ سیر و مغازی کی تالیف میں اوّلیت کا سہرا عروہ بن زبیر کے سر ہے جن کا تعلق پہلی صدی ہجری سے ہے بعد ازاں اس فن کا باقاعدہ آغاز دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ہوا اور مغازی نگاری میں عروہ بن زبیر سمیت ابان بن عثمان، ابن شہاب زہری، عاصم بن عمر قتادہ، عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس، معمر بن راشد، ابو معشر نجیح السندی، ابن اسحاق اور واقدی سمیت بہت سے چوٹی کے علماء نے حصہ لیا۔

زیر نظر مقالہ ''عروہ بن زبیر اور واقدی کی مغازی کے تقابلی مطالعہ'' کے عنوان پر مشتمل ہے، جس کا بنیادی مقصد مغازی کے معنی و مفہوم کو جاننے کے ساتھ ساتھ مغازی کی تاریخ، آغاز و ارتقاء اور اہمیت پر روشنی ڈالنا بھی ہے نیز یہ کہ اوّلین دور کے سیر و مغازی نگاروں نے کس قدر کام کیا، اس کو بھی احاطۂ تحریر میں لانا ہے تاکہ مغازی کی اہمیت اور اس کے حوالے سے اہتمام پر روشنی ڈالی جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ عروہ بن زبیر اور واقدی کی حیات و خدمات کو بھی احاطۂ

ادراک میں لانا ہے۔ اور خصوصاً واقدی کی ذات پر اتہام اور نقد وطعن کی اصل وجہ کو جاننا ہے کہ وہ کیا وجوہات ہیں کہ ان پر جرح وتنقید تو کی جاتی ہے مگر ان کی روایات کو اپنا لیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ ان دونوں حضرات نے جس منہج و اسلوب کے تحت کام کیا وہ کیا تھا؟ اور وہ کون سے اصول و قوانین تھے جن کو انہوں نے ملحوظ خاطر رکھا؟ اور پھر مابعد کے سیرت نگاروں نے ان کے اثرات کو کس حد تک قبول کیا اور اپنایا ہے مزید یہ کہ اس کی نوعیت کیا ہے؟

انہی مقاصد کے پیش نظر مقالہ ہذا کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے جو نو فصول پر مبنی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

باب اوّل: مغازی کے تعارف، تاریخ اور اہمیت پر مشتمل ہے اور اس کی مزید تین فصول ہیں۔

فصل اوّل: میں مغازی کا معنی ومفہوم اور اطلاق بیان کیا گیا ہے۔

فصل دوم: میں مغازی کے آغاز وارتقاء کو بیان کیا گیا ہے۔

فصل سوم: میں اوّلین سیر و مغازی نگار اور ان کی کتب کو بیان کیا گیا ہے۔

باب دوم: عروہ بن زبیر اور واقدی کی حیات وخدمات پر مبنی ہے اس کی بھی مزید تین فصول ہیں۔

فصل اوّل: عروہ بن زبیر کے حالات وخدمات پر جبکہ

فصل دوم: ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے۔

فصل سوم: ان دونوں کی کتب کے تعارف کے حوالے سے ہے۔

باب سوم: عروہ بن زبیر اور واقدی کی مغازی کے تجزیاتی مطالعہ پر مشتمل ہے جسے تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اوّل: میں دونوں مصنفین کی کتب کے مشترک مباحث کو واضح کیا گیا ہے اور اس کے لیے غزوہ بدر، احد، خندق، الحدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ کو منتخب کیا گیا ہے۔

فصل دوم: میں دونوں کتب کے تفردات وامتیازات کی وضاحت کی گئی ہے جبکہ

فصل سوم: میں مابعد کتب پر اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں ان کتب کی امثلہ پیش کی ہیں جن میں ان دونوں کی روایات کو بیان کیا گیا ہے اور ان تمام ابواب کے خلاصہ جات کو بھی شامل کیا ہے۔

مقالہ کے آغاز میں انتساب، اظہارِ تشکر، مقدمہ جبکہ اختتام پر نتائج کو نتیجۂ بحث کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے اور مصادر ومراجع کو سب سے آخر پر شامل کیا ہے۔